جمیز ایبٹ تاریخ کے اوراق سے

ڈاکٹر محمد رضوان*

صدف بٹ**

Abstract

Sir James Abbott was the first administrator who established the British colonial rule in Hazara after 2nd Anglo-Sikh war in 1849. His arrival as Assistant to Resident brought a new era in the history of the region and his role in organizing the local resistance against the Sikh rule cannot be overlooked. His affiliation to the local norms, culture and language won the trust and love of the native people up to greater extent. His administrative strategies, on most of the occasions, got fair appreciation from the British authorities. Although his majority of contributions for Hazara are hidden but his name as a Deputy Commissioner is universally known. Despite a tendency of renaming English names of towns in Pakistan, the city is still named after him. Basic objective of the present study is to analyze his life and works in the focused context of his administrative contributions for the region of Hazara.

KEYWORDS: Abbottabad, British authorities, local tribes, administrative strategies, Administrator, local norms

جمیز ایبٹ ہزارہ کی تاریخ کی ایک شاندار شخصیت اور ان کی زندگی تاریخِ ہزارہ کا ایک خوب صورت باب ہے۔ ایبٹ کی نیک نیتی اور خوب سیرتی نے ہزارہ کی عوام کے دل نہایت ہی کم عرصے میں جیت لئے۔ علاقے کی عوام کے لئے ایبٹ کے شاندار اقدامات نے اسے ہر دل عزیز شخصیت بنایا۔

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ مطالعہ پاکستان، ایبٹ آباد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی۔

** ایم فل سکالر، شعبہ مطالعہ پاکستان، ایبٹ آباد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی۔

یہی وجہ ہے کہ ہزارہ کی عوام آج بھی جیمز ایبٹ کو یاد رکھے ہوئے ہیں اور باوجود اس بات کے بہت سے شہروں کے پرانے نام ختم کر کے نئے نام دیئے گئے ہیں۔ پاکستان کا نہایت خوب صورت اور پرفضا مقام ایبٹ کے نام سے منسوب ہے۔ 1853ء سے لے کر آج تک ایبٹ کا بسایا شہر اُسی کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔

سکھوں کے پچاس سالہ دورِ حکومت میں یہاں کے مسلمانوں کی سماجی اور معاشی زندگی کو کٹھن بنا دیا گیا تھا۔ مسلمانوں کو کسی قسم کی بھی مذہبی آزادی نہ دی گئی حتی کہ بعض سکھ تاریخ دانوں نے بھی اپنی کتب میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ بسا اوقات چھوٹی چھوٹی باتوں کو زندگی اور موت کا مسئلہ بنا کر مسلمانوں کی بستیوں اور پورے گاؤں کو آگ لگا دی جاتی تھی۔ تاہم مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد سکھ حکومت رفتہ رفتہ زوال کا شکار ہونے لگی اورپنجاب بھر میں امن و امان کی صورتحال ناگفتہ بہ ہوتی چلی گئی۱۔ اسی دوران پہلی اینگلو سکھ وار اور معاہدہ لاہور 1846 کے بعد سکھ حکومت کی جڑیں اکھڑ گئیں۔ لارڈ ہارڈنگ نے لاہور میں ھنری لارنس کو بطور ریذیڈنٹ تعینات کیا۔ جس نے سارے پنجاب میں اپنے معاون تعینات کیے اور یوں جیمز ایبٹ کی ہزارہ میں تعیناتی ہوئی اور وہ سکھ گورنر چتر سنگھ اٹاری والا کے معاون کے طور پر کام کرنے لگے۔ معاہدہ لاہور کے بعد ہزارہ بھی کشمیر کے ساتھ ساتھ ڈوگرہ گلاب سنگھ کے ہاتھوں میں چلا گیا مگر جب 1847 میں ڈوگرہ گلاب سنگھ نے برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی کو درخواست کی کہ اسے ہزارہ کی جگہ پر جموں کا علاقہ دے دیا جائے تو گلاب سنگھ کی درخواست پر ہزارہ واپس لے کر جموں کا علاقہ اس کو سونپ دیا گیا۲۔ ایبٹ نے بطور اسسٹنٹ ریذیڈنٹ ہزارہ میں کام کیا اور اپنی محنت اور خوش اخلاقی سے ہزارہ کی عوام کے دل جیت لئے۔ بقول شیر بہادر خان پنی ہزارہ کی عوام کا اگر کوئی ماہر نبض شناس تھا تو وہ جیمز ایبٹ تھا۔ عوام اسے بے پناہ چاہتے تھے۔ اس نے ہزارہ میں جو وقت گزارا، وہ قابل ستائش ہے اور ہزارہ کی تاریخ میں ایبٹ کے کردار کے مختلف پہلو یادگار باب ہیں۔

ابتدائی زندگی

جیمز ایبٹ نے برطانیہ کے علاقے کینٹ میں 12 مارچ 1807 کو جنم لیا وہ ہنری

ایبٹ کے تیسرے بیٹے تھے۔ ابتدائی تعلیم بلیک ہیتھ سے حاصل کی۔ جہاں بنجمن (Benjamin) ڈسرائیلی آپ کے ہم جماعت تھے۔ جو بعد میں وزیراعظم کے منصب پر فائز ہوئے۳۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ایبٹ 1821 میں ایڈیس کومبے ملٹری اکیڈمی چلے گئے، جہاں آپ 6 جون 1823 کو سیکنڈ لیفٹینٹ کے طور پر پاس آؤٹ ہوئے اور بنگال آلٹری (Artillary) میں کمیشن لیا۴۔ تاہم جب ایبٹ 29 دسمبر 1823 کو انڈیا پہنچے تو پہلی برما جنگ شروع ہو چکی تھی۔ انہوں نے اس جنگ میں اسسٹنٹ فیلڈ انجینئر کے فرائض بطریق احسن نبھائے۔ برما سے کامیاب واپسی پر ایبٹ نے پہلے تو بھرت پور میں لارڈ کامبر میئر کے ساتھ کام کیا اور پھر دسمبر 1825 اور جنوری 1826 میں جس کمپنی میں کام کیا اس کی کمانڈ ایبٹ کے بڑے بھائی آگسٹس کے پاس تھی۔ اس کمپنی میں ایبٹ نے جانثار فوجی افسر کے فرائض انجام دیتے ہوئے بھرت پور قلعے کو فتح کیا اور مراٹھوں کو شکست دی جس کے صلے میں انہوں نے اعزازی میڈل حاصل کیا۔ 1827 میں ایبٹ نے لیفٹینٹ کا منصب سنبھالا اور 1835 تک وہ سرہند کی آلٹری میں ایجوٹینٹ مقرر ہوگئے۵۔ یہ دور کافی پرامن تھا اور خال خال ہی کسی مسئلے سے نپٹنا ہوتا تھا۔

اسی دوران 1835 اور 1836 میں ایبٹ نے گورکھ پور اور بریلی میں کامیاب ریونیو سروے کیے۔ جس پر ڈپٹی سروئیر جنرل سے شاباشی حاصل کی۔ 1838 میں ایبٹ کو کپتان کے عہدے پر ترقی دی گئی تاہم اسی سال ایک جان لیوا مہم میں حصہ لیا جس میں ایبٹ نے روسی قیدیوں کو ہیرات کے خان کی قید سے آزادی دلا کر کھیوا بھجوایا۔ اس مہم میں ایبٹ کو کافی زخم آئے اور دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں سے بھی ہاتھ دھونا پڑے۔ تاہم مہم کے خاتمے پر انہوں نے نہ صرف برطانیہ سے شاباشی حاصل کی بلکہ اپنے زخموں کی پنشن بھی حاصل کی۶ ہندوستان واپسی پر ایبٹ کا تبادلہ ماڑی واڑ ہوگیا۔ وہاں ایبٹ نے کپتان ڈکسن جو ماڑی واڑ کے سپرانٹنڈنٹ تھے، کے معاون کے طور پر کام شروع کیا تاہم فروری 1842 میں انہیں اندور میں اسسٹنٹ، ریذیڈنٹ (Resident) بنا کر بھیجا گیا، ساتھ ہی نیمار کا چارج بھی دے دیا گیا۔ اس عرصے میں پنجاب میں سکھوں کا راج تھا تاہم مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد ان کی حکومت دن بدن کمزور ہو رہی تھی۔ دریں اثناء ایبٹ کو باؤنڈری کمشنر بنا کر

پنجاب اور کشمیر کی حدبندی کیلئے بھیجا گیا۔ سکھ، انگریزوں کے خلاف جنگ ہار چکے تھے اور انگریزوں کی ہندوستان پر حکمرانی طے ہو چکی تھی۔ ہنری لارنس کو لاہور میں ریذیڈنٹ تعینات کیا گیا‏ے یوں ھنری لارنس تختِ لاہور کے انتظام و انصرام میں شراکت دار بن گئے۔ جبکہ پنجاب اور کشمیر کی مقررہ وقت میں حد بندی کر کہ ایبٹ نے نہ صرف ریذیڈنٹ ھنری لارنس کا دل جیت لیا بلکہ اسسٹنٹ ریذیڈنٹ بن کر ہزارہ آ گیا۔

جیمز ایبٹ کے فرائض بطور اسسٹنٹ ریذیڈنٹ

تعیناتی کے بعد سب سے پہلے ایبٹ نے سارے ہزارہ کا تفصیلی دورہ کیا اور نقشہ بندی کی۔ اسی دورے کی بدولت ایبٹ کو یہاں کے لوگوں اور مختلف قبائل سے ملاقات کا شرف ملا۔ اسی دوران انہوں نے ہزارہ کی ثقافت اور سیاست کا بخوبی جائزہ لیا۔ اور اپنا زیادہ تر وقت علاقے کے لوگوں اور قبائل سرداروں کے مسائل حل کرنے میں گزارا۔ پہلے مرحلے میں ایبٹ نے سب سے گزارش کی کہ ایک دوسرے کے معاملات میں دخل اندازی نہ کریں اور پھر نہایت خوش اسلوبی سے کام لیتے ہوئے حکومتی پروانہ دکھا کر انہیں تنبیہ بھی کی کہ ان کی جاگیر صرف اور صرف پورے صوبے کے دفاع کی مظہر ہے۔ جواباً ہزارہ کی عوام اور قبائلی سرداروں نے ایبٹ کے احکام کی تعمیل کی۔ بعد ازاں ایبٹ نے ہری پور، ناڑا، شیروان، پکھلی اور ہزارہ کے دیگر مقامات کا دورہ کیا اور وہاں کے سرداروں اور ملکوں کو بیرونی حملہ آوروں سے اپنی جاگیروں کو بچانے کی مناسب تراکیب بھی بتائیں۸۔ مزید برآں انہوں نے زراعت کو ترقی دینے کے لیے ہری پور اور مانسہرہ کے میدانوں میں کاشت کاروں کی اچھی پیداوار کے لئے نئے کنویں کھودوائے اور پرانے کنوؤں کی مرمت کروائی اور اس بات کو ممکن بنایا کہ چھوٹے کاشت کاروں کو بھی مناسب زمین اور سہولیات میسر ہوں۔ پرانی نہریں جو سوکھ چکی تھی۔ ان کی آبادکاری کے ساتھ ساتھ نئی نہریں بھی کھودیں گئیں۔ تجارتی مقاصد کے جلد حصول کے لیے پرانی سڑکوں کی نہ صرف مرمت کرائی بلکہ نئی سڑکیں بھی تعمیر کیں۔ ایک بات قابل ذکر ہے کہ ایبٹ نے سکھ گورنر کے ماتحت ہونے کے باوجود بہت سارے اقدامات ازخود کیے۔ مثلاً آرمی کی نقل و حرکت، ان کی تنخواہ اور ہزارہ کے ریونیو کا حساب کتاب بھی

ایبٹ کے ذمے تھا۔مسلمانوں اور سکھوں میں پائے جانے والے تضاد اور مذہبی منافرت کم کرنے کے لیے مناسب اقدامات کیے۔ نماز کے اوقات میں سکھوں اور ہندوؤں کو سنکھ بجانے سے روکا اور ریذیڈنٹ ہنری لارنس سے باقاعدہ مشاورت کے بعد اوقاتِ آذان کو ہزارہ بھر میں نئے سرے سے رائج کیا گیا۔ یوں صدائے اذان مقررہ اوقات میں مساجد سے بلند ہونے لگی۔ اسی طرح ہندوؤں کی ظالمانہ رسوم مثلاً ستی کو ہزارہ بھر میں خلاف قانون قرار دیا گیا۹۔ مؤرخین کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ ہزارہ کے مسلمان جو اکثریت میں ہو کر بھی سکھوں کے ظالمانہ راج میں پس کر رہ گئے تھے، انہیں ایبٹ کے روپ میں محافظ نظر آیا جس نے مستقبل میں مسلمانوں کی تمام امیدوں کو دیانت داری سے پورا کیا۔

جیمز ایبٹ اور اہلِ ہزارہ کا تعاون:

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہزارہ کے تمام قبائل ایبٹ کی عوام دوست خصلت کی وجہ سے ان کے گرویدہ ہو گئے۔ حقیقتاً ہزارہ کی عوام کا مکمل اعتماد حاصل کرنا ایک مشکل امر تھا مگر ایبٹ نے اسے ممکن کر دکھایا۔ انہوں نے نہ صرف مقامی آبادی کے مذہبی تہواروں میں شرکت کی بلکہ ہر روز گیارہ بجے سے شام دیر تک کچہری لگائی۔ عوام کے مسائل سنے اور فوری فیصلے صادر کیے۔ اپنی ذاتی ڈائری میں ایبٹ لکھتا ہے کہ وہ کسی قیمت پر عوام کی شکایت اور عرضی کو نظر انداز نہیں کر سکتا کیوں کہ لوگ اس کے پاس انصاف کی خاطر دور دراز سے آتے ہیں۱۰۔ تاہم بہت سے دوسرے افسران کے برعکس ایبٹ نے اپنے معاملات ریذیڈنٹ ہنری لارنس کو ہر لمحے باخبر رکھا۔ وہ روزانہ لارنس کو خط لکھتے اور ہزارہ کی سیاسی، سماجی اور معاشی صورتحال سے آگاہ کرتے۔ اس دوران وہ ہزارہ کے مسلمانوں کا بھی گرویدہ ہو چکا تھا۔ اپنی ڈائری میں لکھتا ہے کہ مسلمان نہایت پاک اور اعلیٰ اخلاق کے حامل ہیں۔ اپنے مذہب اسلام سے بہت لگاؤ رکھتے ہیں اور اپنے آخری نبی حضرت محمدؐ سے انتہائی عقیدت رکھتے ہیں اور ان کے خلاف کوئی بات بھی برداشت نہیں کرتے۔ ایبٹ کے انہی اوصافِ حمیدہ کی بدولت ان کے قریبی دوست سرایف کیوری ریذیڈنٹ لارنس کو ایبٹ کے متعلق خط میں لکھتے ہیں کہ ایبٹ ہزارہ کی عوام کا محبوب ہے۔ لوگ ایبٹ کو چاہتے ہیں اور اس کی پوجا کرتے ہیں۱۱۔

درحقیقت ہزارہ کی عوام جن کو سکھ کبھی رام نہ کر سکے ایبٹ نے اپنے ذاتی اوصاف کی بدولت اپنے بس میں کر لیا۔

حیرت انگیز طور پر ایبٹ نے اُن لوگوں کے نام جنہوں نے دوسری اینگلو سکھ وار میں بے وفائی کرتے ہوئے سکھوں کا ساتھ دیا تھا۔ سنٹرل گورنمنٹ کو بالکل نہیں بتائے۔ ایک خط میں ایبٹ نے نام ظاہر نہ کرنے کی وجوہات کچھ یوں بتائیں کہ سب سے پہلے وہ اپنی تحقیقات سے مطمئن نہیں تھا اور اسے خوف تھا کہ کہیں وہ ان لوگوں کے نام صرف اس لئے ظاہر نہ کرے جن کی صرف یہ غلطی تھی کہ اُن کے پاس سکھوں کا ساتھ دینے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

اسی طرح جب انگریز فوجیوں کی چھاونی بنانے سے متعلق مرکزی حکومت نے یہ تجویز دی کہ ڈھونڈو کرڈال کے پہاڑوں پر اسے قائم کیا جائے تو ایبٹ نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی اور اس بات پر مصر رہا کہا کہ اہل ہزارہ نہایت غیرت مند ہیں وہ پہاڑوں پر فوجی چھاؤنی کو کبھی قبول نہیں کریں گے یوں برطانوی حکومت مشکلات کا شکار ہوسکتی ہے لہٰذا ایبٹ کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے فوجی چھاؤنی بالآخر بھاروکوٹ میں قائم کی گئی۱۲۔

ہزارہ میں ایبٹ کے ذاتی معاملاتِ زندگی نہایت سادہ تھے۔ وہ صبح سویرے جاگنے کے عادی تھے اور صبح کی سیر کے بعد صبح ۹ بجے ۱۲بجے تک دفتری کاموں میں مشغول رہتے۔ اس کے بعد شام دیر تک دور دراز علاقوں سے آئے لوگوں کی عرضیاں سنتے۔ وہ مذہب کے بھی بہت پابند تھے۔ جہاں کہیں بھی ہوتے ہر اتوار کو ضرور عبادت کیا کرتے۔ رفتہ رفتہ لوگ ایبٹ کی سخاوت اور انصاف پروری سے خوش ہونے لگے۔ اپنی ڈائری میں ایبٹ نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ہزارہ میں اس کی جان و مال کے محافظ یہی ہزارہ کی عوام ہے اور اس کی ہمت اور طاقت کی بنیاد انہی لوگوں کا اعتبار ہے۱۳۔

ہزارہ میں سکھ راج کے خاتمے میں ایبٹ کا کردار:

جب انگریزوں کے ساتھ دوسری جنگ کے دوران گورنر چتر سنگھ اٹاری والا نے ملتان میں بغاوت کرنے والے دیوان ملراج کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔ تو ایبٹ نے اپنے روزمرہ کے معمولات کو بہ زورِ بازو جاری رکھا۔ چتر سنگھ جوکہ ایبٹ کی بڑھی ہوئی مقبولیت سے نالاں تھا

ان کے خلاف سازشیں کرنے لگا۔ یوں لگتا وہ ایبٹ کو ہر حال میں اپنے راستے سے ہٹانا چاہتا تھا اور اس مقصد کے حصول کے لیے وہ ایبٹ کے قتل کا منصوبہ تک بنا چکا تھا۔ ان معاملات کی بدولت ایبٹ کو پکھی (علاقہ تناول) میں کیمپ لگا کر رہنا پڑا۔ اگرچہ بعد ازاں وہ شیروان اپنے بنگلے میں منتقل ہو گیا۔ تاہم اس کے ہری پور چھوڑنے سے وہاں بدنظمی پیدا ہو گئی تھی۱۴۔

علاقے میں ہونے والے معاملات سے پوری طرح آگاہ تھے جس بناء پر کچھ دنوں بعد ایبٹ مسلمان کاشت کاروں کے ہمراہ ہری پور واپس آیا۔ برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی ملتان میں دیوان ملراج کی گرفتاری کے بعد پنجاب میں برطانوی راج قائم کرنا چاہتی تھی۔ چنانچہ 6 اگست 1848ء کو ہزارہ کے مسلمانوں نے ایبٹ کی سربراہی میں ہری پور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمان درحقیقت سکھ گورنر کے مظالم سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے تھے۔ چتر سنگھ کے ہری پور قلعے میں محاصرے کے بعد ایبٹ کو کرنل کنارا جو توپ خانے کا کمانڈر تھا، کا خط ملا کہ چتر سنگھ کی فوج قلعے سے باہر آ گئی ہے اور وہ توپوں پر قبضہ کرنا چاہتی ہے، بعد ازاں یہ شک درست ثابت ہوا۔ ایبٹ کی اجازت کے بناء توپوں کا کنٹرول دینے سے انکار پر چتر سنگھ کے سپاہیوں نے کرنل کنارا کو قتل کر دیا۱۵۔ ایبٹ نے کنارا کے قتل کو ناقابل تلافی نقصان سے منسوب کیا۔ اس واقعے کے بعد چتر سنگھ کا اصلی چہرہ سامنے آگیا اور دونوں میں جھڑپیں شروع ہو گئیں۔ دوسری جانب جان نکلسن کے اٹک کے قلعے کو فتح کرنے ہی برطانوی راج اٹک، پشاور اور گردونواح میں پھیل گیا۔ ستمبر 1848 میں ایبٹ کی مدد کرتے ہوئے جان نکلسن نے دھمتوڑ اور سالہڈ کے دروں پر چتر سنگھ کی فوج کا مقابلہ کیا مگر ناکام رہے۔ دوسرے معرکے میں چتر سنگھ سلم کھنڈ کے قلعے سے سکھ قیدیوں کو رہا کرانے کی سرتوڑ کوشش کی مگر ناکام رہا۔ جبکہ ایبٹ کی بروقت کاروائی سے چتر سنگھ نے کے دو سو سپاہی مارے گئے۔ چتر سنگھ کی بلا ابھی ٹلی نہ تھی کہ خبر آئی کہ افغانستان سے کابل کے امیر دوست محمد خان اپنی فوج کے ہمراہ پشاور آگئے ہیں۔ ایبٹ نے بذریعہ رقعہ اس کی نیت جاننے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ وہ پشاور، ڈیرہ جات اور ہزارہ کو فتح کرنا چاہتا ہے۔ دوسری طرف امیر دوست محمد خان کی فوج میں کچھ خوانین ہزارہ بھی شامل ہو گئے۔ افغان فوجیں جب ہزارہ میں داخل ہوئیں تو ایبٹ فوراً شیروان آ گیا۔ یہاں آنے کا مقصد افغان فوجوں کو کشمیر جانے والے

راستے سے روکنا تھا۔ افغان فوج نے سری کوٹ پر قبضہ کیا اور اب دریائے دوڑ کو عبور کر کہ شیروان پر حملہ کرنا چاہتی تھی کہ چتر سنگھ نے انہیں یہ کہہ کر واپس بلایا کہ اگر افغان اور سکھ افواج آپس میں اتحاد کر لیں تو انگریزوں کو آسانی سے شکست دی جا سکتی ہے لیکن 21 فروری 1849 کی جنگِ گجرات میں انگریزوں کو مکمل فتح حاصل ہوئی اور یوں افغان فوجیں اپنے عزائم ترک کر کے اٹک پار پشاور خالی کرتے ہوئے واپس کابل چلی گئیں۔ دوسری جانب گجرات اور جہلم میں چتر سنگھ کی فوج کو سخت مقابلے کے بعد شکست ہوئی اور مارگلہ کے مقام پر ایبٹ نے اپنی فوج کے ساتھ راولپنڈی میں سکھوں کا انگریز فوجوں کے سامنے ہتھیار ڈالنے کا نظارہ کیا۱۶۔ ایبٹ نے ہزارہ واپس آکر قلعہ ہرکشن گڑھ کے سبھی سپاہیوں ہتھیار واپس لے لیے اور یوں ہزارہ میں سکھ راج کا خاتمہ 16 اپریل 1849 میں ہوا۔

ایبٹ کی بہادری اور کارنامے پر برطانوی حکومت اور پارلیمنٹ نے ان کا باضابطہ شکریہ ادا کیا۱۷۔ یوں ہزارہ کی عوام کے لئے قابل قدر خدمات کے صلے میں ایبٹ 1849 میں ہزارہ کا پہلا ڈپٹی کمشنر بنا دیا گیا۔

جیمز ایبٹ ہزارہ کے پہلے ڈپٹی کمشنر:

جیسا کہ سطورِ بالا میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ سکھوں کی انگریزوں کے ساتھ دوسری جنگ میں شکست کے بعد ہزارہ کے مسلمانوں نے سکون کا سانس لیا۔ انگریزوں کی حکومت بظاہر مسلمانوں کے لئے نیا تجربہ تھی مگر سکھوں کے دورِ حکومت میں مسلمانوں نے جو مظالم سہے ان کی نسبت مسلمان انگریز حکومت کے سائے تلے اپنے آپ کو محفوظ سمجھنے لگے۔ ایبٹ کی بطور ڈپٹی کمشنر تعیناتی سے ہزارہ میں سول ملٹری ایڈمنسٹریشن کا آغاز ہوا اور اس نئے منصب پر ہزارہ کی عوام نے ایبٹ کو کھلے دل سے خوش آمدید کہا۔

اختیار سنبھالتے ہی جیمز ایبٹ نے سب سے پہلے زرائع مواصلات بہتر بنانے کی ٹھانی۔ اس امر سے وہ ہر علاقے کے حالات سے باخبر رہنے لگے نیز برطانوی حکومت خصوصاً لارڈ ڈلہوزی سے بھی مشاورت میں آسانی پیدا ہوگئی۔ ہزارہ میں قبائل اکثر آپس میں دست و گریبان رہتے تھے۔ خصوصاً کالا ڈھاکہ (تورغر) آلائی اور بٹگرام کے قبائل آپس میں بہت

زیادہ جھگڑتے رہتے تھے۔ اس کیعلاوہ ہزارہ میں مغربی پشتون قبائل میں بھی شورش رہتی تھی۔ برطانوی حکومت نے ایبٹ کی سربراہی میں کالا ڈھاکہ اور بٹگرام میں 1850 اور 1852 میں بہت سی مہمات بھیجیں۱۸۔ جن کے اختتام پر اُن علاقوں میں بہت حد تک امن قائم ہوگیا۔

ایبٹ اپنی ڈائری میں بمورخہ 11 اپریل 1850 کو لکھتا ہے کہ ''سکھوں نے ہری پور کا قلعہ، خزانہ، عدالتیں اور جیل تباہ کر دی تھیں۔ میں نے ان کو ازسرنو تعمیر کرایا۔ ساتھ ہی تمام ہزارہ میں مناسب جگہوں پر افسران کی رہائش اور آسانی کے لئے ڈاک بنگلے بھی تعمیر کیے'' ۱۹، ان ڈاک بنگلوں کی تعمیر کا مقصد یہ تھا کہ انگریز افسران ہر علاقے، ہر گاؤں میں نظر آئیں اور امن و امان کی صورتحال کو فروغ ملے۔

اسی طرح ایبٹ اپنی ڈائری نمبر 2 مورخہ 14 اگست 1850 میں لکھتا ہے ''سری کوٹ کے چار ملکوں کو دوسری جنگ میں خدمات کے صلے میں تنخواہ نہیں ملی۔ پورے ایک برس کے طویل انتظار کے بعد انہیں 20 ہزار روپے تنخواہ کی مد میں اکھٹے دیئے گئے ہیں''۔ ٹیکس اور ریونیو کی مد میں گھریلو صنعتوں مثلاً دستکاری، اچار کی صنعت، قالین اور چٹائی بننے کی صنعتوں پر ٹیکس معاف کیاہے اورغریب طبقے کے استعمال میں آنے والے ایندھن، مکئ، گھی، سبزیوں پر ٹیکس معاف کیاہے'' ۲۰۔ ان تمام اقدامات کا مقصد ہزارہ کے عوام کو مالی، معاشی اور سماجی لحاظ سے مضبوط بنانا تھا۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ ایبٹ کے چاہنے والوں میں اضافہ ہوتا گیا اور مقامی زبان ہندکو سے واقفیت کی بنا پر ہزارہ کے عوام کے مسائل سمجھنے میں اور بھی آسانی ہونے لگی۔

ایبٹ نے دیہی علاقوں کی ترقی کے لئے ہر گاؤں میں ایک نمبردار مقرر کیا۔ جو براہِ راست اس کو جواب دہ ہوتا اور ہر علاقے گاؤں کے انتظامی امور کی دیکھ بھال بھی کرتا۔ چونکہ ہر علاقے سے ملنے والے ریونیو کا بھی وہ ذمہ دار تھا اس لیے مالیات اور امراء پر لگائے گئے ٹیکس کا حساب کتاب وہ خود رکھتا تھا، اسی طرح ہر گاؤں میں چوکیدار تعینات ہوتے تھے۔ جن کا مقصد علاقے پر نظر رکھنا اور ہر قسم کے جرائم کی روک تھام کرنا تھی۔ ایبٹ ایک اچھے منتظم کی طرح گاہے بہ گاہے ہر علاقے کا دورہ کر کے وہاں امن و امان کی صورتحال پر نظر رکھتا تھا۔ ہزارہ جو کہ تعلیمی لحاظ سے پسماندہ تھا۔ ایبٹ نے یہاں تعلیم کو فروغ دینے کے لئے مختلف مولوی حضرات کو بطور معلم تعینات کیا۲۱ جو بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم کے ساتھ لکھنا

پڑھنا اور ریاضی سکھاتے تھے۔ البتہ ہندوؤں کی مذہبی تعلیم اور لکھنا پڑھنا پنڈتوں کے ذمے تھا۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہزارہ میں سڑکوں کی مرمت بحالی اور تعمیر کا کام نہایت مشکل تھا۔ بعض علاقوں میں پتھریلے پہاڑ ہونے کی وجہ سے کچی سڑکوں کی تعمیر بھی خاصی مشکل تھی۔ سڑکوں کی مرمت، تعمیر، جنگلات کا بچاؤ اور تعلیم عامہ ایبٹ کے لئے دشوار چیلنجز تھے۔ اس کے علاوہ ہزارہ کی عوام کی صحت و صفائی کا خیال رکھنا بھی ڈپٹی کمشنر کے فرائض میں شامل تھا۔ ہر گاؤں میں تربیت یافتہ دائی کا انتظام کیا گیا۔ ہر علاقے میں طبیب اور حکیم مہیا کیے گئے۔ صاف پانی کی فراہمی کے لئے خاص اقدامات کیے گئے۔ پہلے سے کھدوائی ہوئی نہروں کی بدولت عوام کو صاف پانی ملنا قدرے آسان ہو گیا تھا۔ قریبی چشموں میں پائپ ڈال کر پانی کو شہروں تک لایا گیا۲۲۔

مزید برآں ہر علاقے میں گلیوں اور لیٹرین کی صفائی کے لئے خاکروب تعینات کیے گئے۔ لوکل سیلف گورنمنٹ 1840 تا 1845 کے تحت ہر گاؤں میں ویلج کونسل قائم کی گئی۔ وبائی امراض سے بچاؤ کے لئے ڈسپنسری قائم کی گئی۔ اگرچہ یہ اقدام محدود پیمانے پر تھے مگر ہزارہ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ عوام کے لئے اتنے اقدامات کیے گئے۔ جیسا کہ قانون کی بالادستی اور فوری فراہمی ڈپٹی کمشنر کے ہاتھوں ہوتی تھی، وہی پولیس کا سربراہ بھی ہوتا تھا۔ ایبٹ نے ہزارہ میں امن قائم کرنے کیلئے مجسٹریٹوں کی بھی ہر قدم پر رہنمائی کی۔ ہر علاقے میں مناسب فاصلے پر پولیس چوکی قائم کی گئی۔ ہر گاؤں میں پنچائتی نظام قائم کیا گیا۲۳ جسے مقامی زبان میں جرگہ بھی کہا جاتا تھا۔ جو کہ گاؤں بھر کے دیوانی، فوجی، اخلاقی اور مذہبی مقدمات کا فیصلہ کرتی تھیں، اس ضمن میں ہزارہ کے لوگوں اور حکام نے بھرپور تعاون کیا۔

ہزارہ سے ایبٹ کی تبدیلی:

جیسا کہ سطورِ بالا سے بات واضح ہو گئی ہے کہ 1852ء میں کالا ڈھاکہ کی کامیاب مہم کے بعد ایبٹ وہاں امن قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ بطور ڈپٹی کمشنر یہ بہت بڑا کارنامہ تھا۔ برطانوی حکومت نے ایبٹ کو اعزازی میڈل سے نوازا۔ نومبر 1852 میں کاغان کے گوجروں نے سادات کاغان کے خلاف ایبٹ سے شکایت کی کہ سادات کاغان مجاہدین

کے ساتھ مل کر بغاوت کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ ایبٹ نے اس سلسلے میں سادات کاغان سے مشاورت کی، جب کوئی حل نہ نکلا تو ضامن شاہ رئیس سادات کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ ہری پور میں رکھ لیا مگر ضامن شاہ کی درخواست پر بورڈ آف ایڈمنسٹریشن لاہور نے ضمانت پر رہائی کا حکم دیا۲۴۔

کمشنر پشاور کرنل میکسن جب ہزارہ آیا اور ضامن شاہ کو طلب کیا مگر وہ حاضر نہ ہوا لہٰذا ایبٹ نے فوج کا ایک دستہ بالاکوٹ سے کاغان بھیجا۔ لیفٹیننٹ پیرس ایک اور دستے کے ساتھ کشمیر سے کاغان کی طرف بڑھا۔ سادات نے بلامقابلہ ہی اطاعت قبول کر لی۔ بطورِ سزا ان کو کاغان بدر کر کہ پکھلی میں رہنے کا حکم دیا گیا۔ اس مہم کے اختتام پر ایبٹ کی تجویز یہ تھی کہ کاغان میں پولیس چوکی برائے امن قائم کی جائے جبکہ پشاور کے کمشنر کرنل میکسن نے رائے دی کہ پہلے سڑک بنائی جائے پھر چوکی تعمیر کی جائے تاہم دو قابل ترین افسروں میں اختلافات بڑھتے گئے یوں ایبٹ کو ہزارہ سے جانا پڑا۔ ایبٹ نے اس حکم کو بخوشی قبول کیا اور یہاں سے جانے کی تیاریوں میں مصروف ہو گیا۔ اسی دوران ایبٹ نے اپنی نظم Town Abbottabad لکھی اور ہزارہ کے لوگوں کو ناڑہ سید خانیاں کے مقام پر تین دن اور تین راتوں تک دعوتِ عام دیتا رہا اور الوداع کہتا رہا۔ کہا جاتا ہے کہ ایبٹ نے اپنی ساری جمع پونجی اس ضیافت پر لٹا دی یہاں سے روانگی کے وقت اس کے پاس صرف ایک ماہ کی تنخواہ بچی تھی۲۵۔

ہزارہ کے لوگ ایبٹ کو افسردہ دل کے ساتھ حسن ابدال تک پیدل رخصت کرنے گئے۔ دوسرے ڈپٹی کمشنر ہربرٹ بنجمن ایڈورڈز نے منصب سنبھالتے ہی ایبٹ کے بسائے ہوئے اورش کینٹ کو ایبٹ آباد کا نام دیا اور ایبٹ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے فوجی چھاونی کو مستقل بنیادوں پر ایبٹ آباد منتقل کر دیا۔

دوسری طرف ایبٹ کو دوبارہ برطانوی فوج میں خوش آمدید کہا گیا اور وہ پرانی رجمنٹ میں تعینات ہو کر ایشیا پور کلکتہ میں بارود بنانے والی فیکٹری کا انچارج مقرر ہوا۔ ایبٹ نے 1857 میں لیفٹیننٹ کرنل کے عہدے پر ترقی حاصل کی۔۲۶ اسی سال ہندوستان میں جنگ آزادی شروع ہوئی۔ تاہم یہ بات قابل فخر ہے کہ 1857 کی جنگ آزادی میں حصہ لینے والے برطانوی فوجی افسران کی فہرست میں جیمز ایبٹ کا نام شامل نہیں ہے۔ ایبٹ نے ہزارہ

بلکہ پورے ہندوستان کے لوگوں کے خلاف تلوار بلند نہیں کی۔ بعد میں ایبٹ نے 1861 میں کرنل اور 1866 میں میجر جنرل کے عہدے پر ترقی کی۔ فروری 1877 میں لیفٹیننٹ جنرل اور کرنل کمانڈنٹ رائل آلٹری کا منصب سنبھالا اور اسی سال اکتوبر 1877 کو جنرل کے عہدے پر ترقی حاصل کی۲۷۔اپنی گراں قدر خدمات کے صلے میں ایبٹ نے 1878 میں C.B اور 1894 میں K.C.B کے ٹائٹلز حاصل کیے۔ بعد از ریٹائرمنٹ وہ جزیزہ وائٹ میں جا بسا، اپنی زندگی کے آخری ایام وہیں گزارے اور بالآخر 6 اکتوبر 1896 کو اس جہانِ فانی کو ہمیشہ کے لئے الوداع کہہ دیا۲۸۔

ایبٹ کا ایبٹ آباد:

پاکستان کے بہت سے دوسرے شہروں کے برعکس جن کے پرانے نام تبدیل کیے جا چکے ہیں، ایبٹ آباد 1853 سے لے کر اب تک ایبٹ کے نام سے موسوم ہے اور پاکستان کے انتہائی خوبصورت اور پرفضا مقام کے طور پر پوری دنیا میں جانا جاتا ہے۔ ایبٹ آباد میں بہت سے تعلیمی اور کاروباری مراکز ایبٹ کے نام پر ہے مثلاً ایبٹ لاء کالج، ایبٹ میوزیم، ایبٹ موٹرز، ایبٹ ٹوئرازم کلب، ایبٹ فلاورز، ایبٹ ہٹ، ایبٹ کیفے اور ایبٹ گارڈن وغیرہ۔

ایک سیاحتی اور پرفضا خطہ ہونے کے ناطے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں سیاح ایبٹ آباد آتے ہیں۔۲۹ پاکستان کی واحد ملٹری اکیڈمی کاکول بھی ایبٹ آباد کی زینت ہے۔ ایبٹ کی تحریر کردہ نظم اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں لیڈی گارڈن پارک میں نصب ہے۔ شہر میں مختلف جگہوں پر ایبٹ کی نظم کو آویزاں کیا گیا ہے، پفر مسجد کے باہر بھی ایبٹ کی نظم کو خوبصورتی سے سجایا گیا ہے۔ گالف کلب ایبٹ آباد جانے والے بھی ایبٹ کی نظم سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ ایبٹ آباد پاکستان کے شمالی علاقہ جات کو جانے والے راستے کا باب ہے۔ تاہم 2 مئی 2011 اسامہ بن لادن کی ایبٹ آباد سے گرفتاری اور ہلاکت کے بعد ایبٹ آباد کو بین الاقوامی شہرت حاصل ہوئی۔۳۰

حرفِ آخر:

اس مضمون میں ہزارہ میں جیمز ایبٹ کے کردار کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے

ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ایبٹ کے ہر قدم نے ہزارہ کی تاریخ پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں اور یہاں کی تاریخ جیمز ایبٹ کے تذکرے کے بناء نامکمل ہے۔ پاکستان کے خوبصورت شہر ایبٹ آباد کے بانی جیمز ایبٹ کی شخصیت ہزارہ کی تاریخ کا خوشگوار جھونکا ہے اس کے نام اور کام کی خوشبو آج بھی سارے ہزارہ خصوصاً ایبٹ آباد کے ہر سُو میں بسی ہوئی ہے۔ یہاں کے عوام آج بھی ایبٹ کو چاہتے ہیں۔ جن کے اجداد کو ایبٹ نے اپنی عوام دوست خصلت کی بدولت اپنا گرویدہ کر لیا۔ اس بات میں کوئی دو رائے نہیں کہ جیمز ایبٹ کی ہزارہ میں بطور ڈپٹی کمشنر تعیناتی سے یہاں بہترین سول ملٹری ایڈمنسٹریشن کا آغاز ہواجو علاقے کی ترقی اور خوشحالی کا باعث بنا۔ ہزارہ میں ایبٹ کے کردار کے کامیاب پہلو اس کی ذہانت اور دور اندیشی سوچ کی عکاس ہیں۔ وہ چاہے سکھ گورنر کا معاون ہو یا برطانوی فوج کا اعلیٰ افسر، ہزارہ کی عوام کا محافظ ہو یا پہلی ڈپٹی کمشنر ایبٹ نے اپنے کردار کے ہر پہلو سے مکمل انصاف کیا۔

آج بھی بہت سے ادارے ایبٹ کے نام سے منسوب ہیں، ایوب میڈیکل کمپلکس، کامسیٹس، ایبٹ آباد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی اور ملٹری اکیڈمی کاکول ایبٹ کے بسائے ہوئے شہر کی جدید ترین اشکال ہیں۔ اچھی نیت اور قابلیت سے کیا ہوا کام مدتوں یاد رکھا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ عزت اور شہرت 1853 سے لے کر آج تک ایبٹ کے نام سے وابستہ ہے۔

حوالہ جات

1- H.D. Watson, Gazetteer of Hazara District 1907) London :Chotto & Windus Publisher, 1908(, pp. 130-31.

2- Ibid, p. 136.

۳۔ شیر بہادر خان پنی، تاریخ ہزارہ (لاہور: مکتبہ جمال پریس ۱۹۶۹، ص۔۲۰۰

4- H.M Vibarat, Addiscombe Its Hevoes and Men of Note)Westminister :Archibald Contable & Coo 1894(, p.369.

5- Ibid, pp. 369-70.

6- James Abbott, Narrative of Journey from Herat to Khiva Moscow)London :James Madden Printers, 1856(, pp. 120-124.

7- Watson, Gazetter of Hazara 1907, p.138.

8- Ibid.
9- Virendra Kumar, India Under Lord Hardinge)New Delhi :Rajesh Publications, 1960(, p. 286.
10- James Abbott, The Assistant to Resident at Lahore)1946-1849(, Journals & Diaries of James Abbott)Lahore :Punjab Government Publications, 1911(, pp. 202-210.
11- Watson, Gazetter of Hazara 1907, p.138.

۱۲۔ شیر بہادر خان پنی، تاریخ ہزارہ (لاہور: مکتبہ جمال پریس ۱۹۶۹، ص۔۳۰۲

۱۳۔ ایضاً، ص: ۲۰۴

14- Evans Belll, Amexation of the Punjab)London :Turber & Co, 1882(, p. 21.

۱۵۔ پنی، تاریخ ہزارہ، ص..207.

16- Charles Gough, The Sikh and the Sikh War :The Rise, Conquest and Annexation of Punjab State)London :A.D. Innes & Co. 1897(, p. 203.
17- Ibid.
18- C.H Wylly, From Black Mountain to Waziristan)London: Macmillan & Co. limited, 1912(, pp. 5-15.
19- Abbott, Journals & Diaries of Abbott, pp. 202-210.
20- Ibid.
21- Ibid.
22- Watson, Gazetter of Hazara 1907, p.136-137.

۲۳۔ پنی، تاریخ ہزارہ، ص ۵۶۳

24- P.E Robert, History of British India)London :Oxford University Press, 1952(, p. 55.
25- Watson, Gazetter of Hazara 1907, p. 157.
26- Journal of Royal Ariatic society, Vol. 7, No. 2, July 1843, pp. 325-40.
27- Ibid.
28- Watson, Gazetter of Hazara 1907, p.138.
29- Ayesha Shujahi & Anwar Hussain, Economic and Environment costs of Tourism :Evidence from District Abbottabad)Islamabad :Pak. Institute of Development Economics, 2016(, pp.112-20.
30- Daily Aaj, March 15, 2012.